السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اصل ایمان میں کمی زیادتی ہوتی ہے یا کمال ایمان میں، خوارج اور محدثین کے درمیان تعریف ایمان میں امتیازی کیا فرق ہے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن مجید میں کلمہ شہادت کو شجرہ طیبہ (درخت) سے تشبیہہ دی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے :

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً

حدیث شریف میں آیا ہے :

((الایمان بضع وسبعون شعبة افضلها قول لا اله الا اللہ۔ ۔ ۔ الحدیث)

ایمان کی مثال درخت سے دی گئی ہے جس طرح درخت کی جڑزمین کے اندر پوشیدہ رہتی ہے اوراوپر اس کا تنا اور ڈالیاں اور شاخیں ہوتی ہیں اسی طرح ایمان بھی ظاہر وباطن اندر اور باہر کے مجموعہ کا نام ہے، ایمان کی جڑ یا تو مومن کے قلب میں یقین وادغان کی صورت میں ہوتی اور پوشیدہ رہتی ہے اور اس کا اعلیٰ شعبہ یعنی تنہ زبان شہادت ہے اور بقیہ اعمال اس جزوتنہ کی شاخ اور ڈالیاں ہیں، جس طرح اندر سے باہر تک درخت کے مجموعی حصہ کو درخت کہتے ہیں اگرچہ تفصیل کے وقت کسی کو جڑ کسی کو شاخ اورتنے سے تعبیر کتے ہیں اسی طرح ایمان اعتقاد وعمل کے مجموعہ کا نام ہے اور جس طرح بعض شاخ یاتنے کے نکل جانے سے اصل درخت کا وجود باقی رہتا ہے۔

مگر اس میں نقص آجاتا ہے، اس طرح بعض اعمال کے نہ پائے جانے سے اصل ایمان کے اندر نقص آجاتا ہے اور اگر کل اعمال متروک ہوجائیں تو اسکی مثال اس درخت ہے جو صرف جڑ ہی جڑی ہے اور درخت کی کوئی حیثیت اس کے اندر موجود نہیں۔ ایسی صورت میں پھر اصل درخت ہی کالعدم بلکہ معدوم ہوجاتا ہے یہی حال ایمان کا ہے اس اسلامی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے جزو کامل وغیرہ کو جس طرح چاہیں تعبیر کرلیں۔

عبادا تنا شتی وحسنک واحد

وکل الی ذالک الجمال یشیر

شرعی ایمان

پھر ایمان کی یہ تعریف شعی معنی سے ہے یعنی شریعت کے نزدیک یقین وعمل کے مجموعہ کا نام ایمان ہے، بغوی معنی ایمان کے ایک توامن دینے کے ہیں جس کا مفہوم ان لفظوں میں بتلایا گیا ہے ''المومن من امن الناس بوائقہ'' دوسرے معنی یقین وتصدیق کے ہیں جیسے اخوان یوسف نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا تھا کہ ''وما انت بمومن تناولو کنا صادقین''کیونکہ مومن کےلیے کتاب وسنت کی باتون اور ان کی خبروں پر یقین کرنا ضروری ہے اور یہی چیز انسان کو عذاب سے امن میں رکھنے والی ہے۔ لہٰذا اس لفظ کو اس موقع پر دونوں معنی ملحوظ رکھتے ہوئے استعمال کیا گیا ہے۔ اور چونکہ تصدیق کا ثبوت اعمال سے ہوتا ہے۔ جیسے درخت کا وجود اس کے تنا وشاخوں سے اس لیے حکیم کامل نے اس کو درخت سے تشبیہہ دی اور جس طرح درخت کی ڈالیاں مختلف حیثیت رکھتی ہیں، کوئی بہت بڑی جو قائم مقام درخت کے قرار دی جاتی ہے، تو کوئی بالکل معمولی اسی طرح اعمال کی نوعیت ہے اور ج سطرح درخت کی شاخ اور پتیاں کبھی درخت سے الگ ہوجاتی ہیں، اور کبھی صرف ٹہنیوں اور پتوں کی تازگی اور رونق مفقود ہوجاتی ہے اسی طرح اعمال کا اثر کبھی تو نفس ایمان پر پڑتا ہے کبھی اس کی رونق اور رنگت پر لہٰذا کبھی اصل ایمان میں نقص آتا ہے کبھی کمال یعنی اسکی رونق وو بجت پر۔

محدثین وخوارج کا تعریف ایمان میں امتیازی فرق

محدثین اعتقاد واعمال کو ایمان کی تعریف میں لیتے ہوئے پھر بھی ترک عمل کو کفر نہیں کہتے، بخلاف خوارج کے ان کے نزدیک انسان باوجود یقین واعتقاد کے ترک عمل سے کافر ہوجاتا ہے اور محدثین کے نزدیک ایسے شخص کا شمار کافر میں نہیں بلکہ فاسق میں ہوگا، خوارج آیت :

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ

نلیتے ہوئے اس کو کافر قرار دیتے ہیں، مگر حضرات محدثین کہتے ہیں کہ یہاں فسق سے مراد ہی کفر ہے کیونکہ اس کے بعد آتا ہے

وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ

ہے کیونکہ یہاں غیر مشرک کے لیے مغفرت مقید بشیت کا اظہار کیا گیا ہے اگر صرف توحید سے مومن نہیں اور ترک اعمال سے کافر ہوگیا تو اس کی مغفرت کے لیے صحیح مشیت الٰہی بھی نہیں ہوگی، اس لیے محدثین کے نزدیک باوجود اعمال کے داخل ایمان ہونے کے ان کے ترک سے آدمی کافر نہیں ہوتا اور خوارج کے نزدیک کافر ہوجاتا ہے۔ (عبداللہ امرتسری ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ جلد اول ص ۱۷، ۱۶، فتاویٰ روپڑی)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد09ص299

محدث فتویٰ